

رواد مجلس تعلیمی

منتقدہ دارالاسلام

(از جناب طفیل محمد صاحب، قلم جامعہ اسلامی)

اپنے نظریہ تعلیمی کے مطابق ایک درس گاہ اور ایک تربیت گاہ کے قیام کی ضرورت تو ہماری جماعت کو ابتدا سے محسوس ہو رہی تھی اور موجودہ مرکز میں آنے کے بعد تو اس کے قائم کرنے کا ارادہ بھی کر لیا گیا تھا، لیکن مختلف سبب سے اس تجویز کو عملی جامہ پہنانے کی طرف جلدی اقدام نہ کیا جاسکا۔ حال میں جماعت کے جو مختلف اجتماعات بہار، پنجاب، دہلی اور دکن میں منعقد ہوئے، ان میں ارکان جماعت کی طرف سے بشدت اس بات کا مطالبہ ہوا کہ اب اس کام میں مزید تاخیر نہ کی جائے۔ اس کے ساتھ یہ ضرورت بھی محسوس ہوئی کہ مستقل مرکز کا فیصلہ جلدی سے جلدی کر لیا جائے تاکہ درس گاہ اور تربیت گاہ کے قیام میں مرکز کے عارضی ہونے کی وجہ سے جو رکاوٹ ہے وہ دور ہو جائے اور اطمینان کے ساتھ ایک جگہ بیٹھ کر اس سلسلے کی تمام تھری تجاویز کو عمل میں لانا شروع کر دیا جائے۔ چنانچہ دکن کے سفر سے واپس آنے کے بعد ہی ایک مختصر مجلس مشاورت کے لیے ۱۴، ۱۵، ۱۶ اگست کی تاریخیں تجویز کر لی گئیں اور اس مجلس کے انعقاد سے پہلے ایک طرف تو ایک مفصل تعلیمی سوال نامہ اخبار ”کوثر“ میں شائع کر لیا گیا، تاکہ جو لوگ ہمارے اس کام سے دلچسپی رکھتے ہیں اور تعلیم کے مسائل پر بھی نظر رکھتے ہیں، وہ اپنی آراء سے ہمیں فائدہ اٹھانے کا موقع دیں، اور دوسری طرف مرکز کی ضروریات کو واضح کرتے ہوئے جماعت کے ارکان اور ہمدردان سے درخواست کی گئی کہ مستقل مرکز کے لیے جگہ کے انتخاب کے متعلق جو جو تجاویز بغیر پیش کرتی ہیں وہ ضروری تفصیلات کے ساتھ انعقاد مجلس کی تاریخوں سے پہلے ہمارے پاس بھیج دیں تاکہ ان سب کو پیش نظر رکھ کر مرکز کے بارے میں ایک آخری فیصلہ کر لیا جائے۔

ہمارے ان دونوں اعلانات پر تعلیمی اسکیم اور مرکز کی تجویز کے متعلق اچھی خاصی تعداد میں ارکان جماعت اور ہمدردوں کی جانب سے جوابات بروقت وصول ہو گئے جن میں سے اکثر کافی غور و خوض اور تحقیق سے مرتب کیے گئے تھے اور ہمارے کام میں مددگار ثابت ہوئے۔ اللہ تعالیٰ ان سب حضرات کو جزائے خیر دے اور اقامت دین کی جدوجہد کے ہر مرحلے میں ہمارے ساتھ اسی طرح قلبی تعاون کے لیے زیادہ سے زیادہ آمادہ فرمائے۔

حسب اعلان ۲۳ شعبان ۱۴۲۵ھ مطابق ۱۴ اگست ۱۹۰۴ء کو دارالاسلام میں مجلس تعلیمی کا اجلاس شروع ہوا۔ ہمارے ارکان اور ہمدردوں میں سے جو لوگ تعلیمی امور میں نظری اور عملی بصیرت رکھتے ہیں، ان سب کو شرکت کی دعوت دی گئی تھی اور الحمد للہ کہ ان میں سے اکثر تشریف لے آئے تھے۔ مدعوین کے علاوہ اور بھی چند اصحاب جنہیں ان مسائل سے دلچسپی ہے، شریک جلسہ ہوئے۔ حاضرین کی تعداد یہاں لیس تھی۔

اجلاس اول

پہلا اجلاس نماز ظہر کے بعد دارالاسلام کی مسجد میں شروع ہوا۔ اس اجلاس کا افتتاح کرتے ہوئے امیر جماعت نے سب سے پہلے اپنا وہ مضمون پڑھا کرنا یا جو "نیا نظام تعلیم" کے عنوان سے ترجمان القرآن میں اور پینٹ کی شکل میں بھی شائع ہو چکا ہے۔ اس کے بعد فرمایا:-

امیر جماعت کی افتتاحی تقریر

"اگرچہ آپ سب حضرات اس مضمون کو جو ابھی میں نے آپ کو سنایا ہے، اس سے پہلے ملاحظہ فرما چکے ہیں، لیکن میں نے یہاں اسے دوبارہ سنانا اس لیے ضروری سمجھا کہ یہی مضمون ہمارے اس تعلیمی نظریے اور اس تعلیمی پالیسی کا سنگ بنیاد ہے، جس پر ہمیں اب عملاً کام کرنا ہے، اور اس کام کو شرع کرنے وقت ہمارے ذہن میں ان بنیادی اصولوں کا مستحضر ہونا ضروری ہے جو اس میں بیان کیے گئے ہیں۔ میں خود فن تعلیم کا ماہر نہیں ہوں اور اس کام کے لیے جو اس وقت ہمارے پیش نظر ہے میں کوئی عملی اسکیم نہیں بنا سکتا۔ میرا کام صرف یہ ہے کہ اسلامی تحریک کو جس قسم کے آدمیوں کی ضرورت ہے اور جن اوصاف اور جن قابلیتوں کے کارکن اسے مطلوب ہیں ان کا نقشہ آپ کے سامنے پیش کر دوں۔ اور اس کے بعد ماہرین فن ہونے کی حیثیت سے یہ آپ لوگوں کا کام ہے کہ اس ضرورت کو پورا کرنے کے لیے مناسب عملی تدابیر تجویز کریں۔

جیسا کہ آپ حضرات جانتے ہیں، اس وقت ہمارے ملک میں جتنے نظام ہائے تعلیم رائج ہیں، ان میں سے کوئی بھی اس مقصد کے لیے آدنی تیار نہیں کرتا جو ہمارے پیش نظر ہے، اور نہ اس طرز کے آدنی تیار کرتا ہے جو ہمیں مطلوب ہیں۔ اسی لیے ہم کو اپنا نظام تعلیم قائم کرنے کی ضرورت پیش آئی ہے۔ ہمیں صرف یہی نہیں کرنا ہے کہ نو فرائضوں کی عملی اور ذہنی تربیت کا انتظام اپنے نصب العین کے مطابق کریں بلکہ اس کے ساتھ ان کی اخلاقی اور عملی تربیت کا بھی بندہ دلت کرنا ہے۔ اور یہ ضرورت خصوصیت کے ساتھ اس وجہ سے اور بھی زیادہ شدید ہو گئی ہے کہ ہمارے ملک میں مدت ہائے دراز کے انحطاط کی وجہ سے اجتماعی تربیت کا نظام باقی ہی نہیں رہا ہے۔ پرانے زمانے میں اجتماعی تربیت کی جو صورت تھی وہ جدید زمانے کے سیاسی و تمدنی انقلاب کے مقابلے میں شکست کھا گئی۔ اور جدید سیاسی و تمدنی انقلاب نے اس کی جگہ اجتماعی تربیت کا کوئی دوسرا نظام مرتب نہیں کیا۔ بلکہ عامۃً انسان کو خود رو درختوں کی طرح اُگنے اور نشوونما پانے کے لیے چھوڑ دیا۔ اسی کا نتیجہ یہ ہے کہ ہمارے ملک میں تعلیم یافتہ آدمیوں کی جتنی کمی ہے اس سے بہت زیادہ کمی تربیت یافتہ آدمیوں کی ہے۔ مجھے اکثر یہ چیز بڑے رنج کے ساتھ محسوس ہوتی ہے کہ ہمارے اعلیٰ سے اعلیٰ تعلیم یافتہ لوگ بھی، خواہ وہ قدیم نظام تعلیم سے تعلق رکھتے ہوں یا جدید نظام تعلیم سے، بالعموم اخلاق و شکستگی اور ہندب عادات اور ضبط و نظم کی بالکل ابتدائی اور بنیادی تربیت سے محروم ہوتے ہیں، اور اس کی وجہ سے کوئی اعلیٰ درجہ کی جماعت جو کسی نصب العین کے لیے جدوجہد کر سکے اس ملک میں بنانی نہایت مشکل ہوتی ہے۔ جن قوموں میں اجتماعی تربیت کا نظام مکمل موجود ہے ان کی حالت یہ ہے کہ ان میں بیشتر افراد ہندب اور نظم زندگی کی بنیادی تربیت حاصل کیے ہوئے ہوتے ہیں، اور جو شخص کوئی خاص تحریک ان کے اندر جاری کرنا چاہتا ہو اسے ان بے اور سنورے جوئے آدمیوں میں صرف اپنی تحریک کے لحاظ سے مناسب اوصاف پیدا کرنے کی سعی کرنی پڑتی ہے۔ لیکن ہمارے ہاں یہ بڑی دشواری ہے کہ انسانیت کی بنیادی تربیت ہی بڑی حد تک مفقود ہے، اور یہاں اگر کسی خاص نصب العین کے لیے جدوجہد کرنی مقصود ہو تو آدمی کو بالکل نا تراشیدہ مواد عام

ہوتا ہے جسے بالکل نئے سرے سے تراشنے اور سنوارنے کی ضرورت پڑ جاتی ہے۔ لہذا ہمیں اپنے نظامِ تعلیم میں دماغی تربیت سے زیادہ اخلاقی تربیت کی طرف توجہ کرنے کی ضرورت ہے تاکہ ہمیں اپنی اس دعوت کے لیے صحیح قسم کے کارکن میسر آسکیں جن کی نایابی کی وجہ سے ہمارے کام ہماری انتہائی کوششوں کے باوجود آگے نہیں بڑھ رہا ہے۔

اس سلسلے میں ایک بات اور بھی ملحوظ رکھنے کی ضرورت ہے۔ وجہ یہ کہ اس وقت ہم کسی ملک کے انتظام کا چارج نہیں رہے ہیں کہ ہمیں اپنے نظامِ تعلیم میں ان تمام ضرورتوں کے لیے آدمی تیار کرنے ہوں جو ایک ملک کے تمدن کی پوری مشینری کو چلانے میں پیش آتی ہیں۔ ہمارے سامنے اس وقت صرف ایک کام ہے اور وہ یہ ہے کہ دنیا میں اخلاقی، فکری اور عمرانی انقلاب برپا کرنے کے لیے موزوں میٹر اور کارکن تیار کریں۔ اس کام کے لیے ڈاکٹری یا انجینئرنگ یا سائنس وغیرہ کے ماہرین کی ضرورت نہیں ہے، بلکہ صرف ایسے لوگوں کی ضرورت ہے جو دین اسلام اور علومِ اجتماعیہ (Social Sciences) میں اعلیٰ درجہ کی بصیرت رکھتے ہوں۔ آگے چل کر جیسا کہ ہماری کارروائیوں کا دائرہ وسیع ہوتا جائے گا اور ہمارے اوپر ذمہ داریوں کا جتنا جتنا بار بڑھتا جائے گا اس کے لحاظ سے جن جن علمی شعبوں کے اضافے کی ضرورت ہوگی ان کا اضافہ ہم کرتے جائیں گے۔ فی الحال ہمیں اعلیٰ تعلیم کے صرف پانچ شعبے قائم کرنے ہیں جن کی تفصیل میں بھی آپ سے بیان کروں گا۔ انہی شعبوں کو پیش نظر رکھ کر ہمیں ابتدائی اور ثانوی تعلیم کا انتظام کرنا ہے تاکہ ہم ان پانچوں شعبوں کے لیے طلبہ کو تیار کر سکیں۔

اب میں سب سے پہلے آپ کے سامنے اعلیٰ تعلیم کا معیار مطلوب پیش کرتا ہوں تاکہ وہ انتہا آپ کے پیش نظر ہو جائے جس تک پہنچنے کے لیے آپ کو اس وقت ابتدائی قدم اٹھانے ہیں۔

اعلیٰ تعلیم کا معیار مطلوب

- ۱۔ اعلیٰ تعلیم کے جن پانچ شعبوں (Faculties) کا بھی میں نے آپ سے ذکر کیا ہے وہ حسب ذیل ہیں۔
 - (۱) فلسفہ: تاریخ فلسفہ، فلاسفہِ مسلمین کے مختلف سکول، فلاسفہِ غیر مسلمین کے مختلف سکول، علمِ کلام، فلسفہِ متصوفین، منطق، نفسیات، فلسفہِ اخلاقی، نظری (Theoretical)، سائنس، حکمتِ قرآن اور اس کی مدد کے لیے حدیث۔
 - (۲) تاریخ: تاریخ اسلام، تاریخ مسلمین، تاریخ عالم (قدیم و جدید)، تاریخ انقلاب، فلسفہ تاریخ، عمرانیات (Socio-logy)، مختلف عمرانی فلسفے، مدنیات (Civics)، سیاسیات، دساتیر عالم (Constitutions of - The world)، اسلامی فلسفہ تاریخ و فلسفہ تمدن اور نظامِ اجتماعی و سیاسی کا مطالعہ قرآن و حدیث کی روشنی میں۔
 - (۳) معاشیات: علمِ معیشت، مختلف معاشی نظریے اور معاشی و تمدنی مسائل، دنیا کے مختلف معاشی نظام، مالیات (Finance)، بینکنگ (Banking)، قرآن و حدیث اور فقہ کا مطالعہ معاشی نقطہ نظر سے۔
 - (۴) قانون: تاریخ قانون، اصول قانون، قوانین اہم قدیمہ و جدیدہ، اصول فقہ و نظامِ عدالت، قرآن و حدیث اور اسلامی مذاہب فقہیہ کا مطالعہ قانونی نقطہ نظر سے۔

(۵) علومِ اسلام: ادب و لغت عربی، تفسیر، حدیث، فقہ، علومِ اسلامی کی تاریخ، تاریخ افکارِ مسلمین، مذاہب عالم کا مقابلہ مطالعہ تاریخ ادیان عالم، فلسفہ مذہب، دورِ جدید کی مذہبی و اخلاقی تحریکیں، مغربی اتحاد کی تاریخ۔

۲۔ ذہنی و اخلاقی | اس علمی معیار کے ساتھ ہم ان لوگوں کو جو ان شعبوں میں تیار ہوں حسب ذیل اوصاف سے آراستہ پانا چاہتے ہیں۔

- (۱) فکر و نظر اور ذہنیت کے اعتبار سے پورے مسلمان ہوں اور اسلام کے لیے دنیا سے لڑنے کا گہرا جذبہ رکھتے ہوں۔
- (۲) دین میں تفقہ اور مجتہدانہ بصیرت رکھتے ہوں اور وہ تمام استعدادیں ان کے اندر پوری طرح نشوونما پائیں جو دنیا کے بگڑے ہوئے نظام تمدن و اخلاق کو توڑ پھوڑ کر ایک صالح نظام تمدن و اخلاق تعمیر کرنے کے لیے ضروری ہیں۔
- (۳) ان کی دماغی تربیت تنہی اعلیٰ درجہ کی ہو کہ اپنے زمانے کی علمی دنیا پر ان کی ریاست کا سکہ بیٹھ جائے۔
- (۴) وہ ان اخلاقی اوصاف سے پاک ہوں جنہیں قرآن و حدیث میں کفار، فساق، اور منافقین کی صفات قرار دیا گیا ہے اور جنہیں ایمان کی ضد، اسلام کے منافی اور صالح سوسائٹی کے لیے غیر موزوں ٹھہرایا گیا ہے۔ اس کے برعکس ان میں انفرادی طور پر اور اجتماعی طور پر وہ اخلاقی اوصاف پرورش کیے جائیں جو قرآن و حدیث میں جواد اللہ، متقین، صادقین، صالحین، محسنین، فائزین اور مطمئن کے اوصاف بتائے گئے ہیں۔

(۵) وہ دنیا میں اپنے بل بوتے پر کھڑے ہو سکیں، ہر میدان کے مرد ہوں کسی راہ میں عاجز و درماندہ نہ ہوں، صورتوں سے ڈر کر اپنا راستہ ہموار کرنے کی طاقت رکھتے ہوں اور زمین کو پیٹ کر ہر جگہ سے اپنا رزق حاصل کر لینے کی قابلیت ان میں موجود ہو۔

یہ ہے وہ سب اوپر کی منزل (Super structure) جو آخر کار ہمیں تعمیر کرنی ہے۔ اس بنا رہالی کو نبھانے کے لیے آپ کو جس ثانوی تعلیم کا انتظام کرنا ہو گا اس میں لامحالہ حسب ذیل شعبوں کی علمی تیاری ناگزیر ہوگی۔

ثانوی تعلیم کا معیار مطلوب

عام۔ (۱) عربی زبان۔ انگریزی زبان یا کوئی اور یورپین زبان اس حد تک کہ تحقیقی مطالعہ کے لیے کافی ہو سکے۔

(۲) قرآن کے تحقیقی مطالعہ کی ابتدائی تیاری۔

(۳) اصول حدیث اور حدیث کی کسی مختصر کتاب کا تحقیقی مطالعہ جس سے طالب علم کے لیے آئندہ زیادہ گہرے تحقیقی مطالعے کی راہیں کھل جائیں۔

خصوصی شعبے۔ یہ ان پانچ شعبوں (Faculties) کی مناسبت سے ہونے چاہئیں جو اعلیٰ تعلیم کے لیے تجویز کیے گئے ہیں ان میں سے ہر ایک میں ان علوم کے بنیادی اور مذکورہ بالا علوم پڑھائے جائیں جن کا اعلیٰ تعلیم کے مرحلے میں طالب علم کو تحقیقی مطالعہ کرنا ہے۔ مثلاً۔

(۱) شبہ فلسفہ کے لیے بنیادی منطق، فلسفہ، قدیم و جدید اور علم کلام پر ایک ایک مکتب جو مبنی علوم کی اصطلاحات، طرز بیان اور منی مسائل سے واقفیت کے لیے کافی ہو۔ نیز نفسیات، طبیعیات اور علم کیمیا پر بھی ایک ایک ابتدائی کتاب۔

(۲) شعبہ تاریخ کے لیے تاریخ، عمرانیات اور سیاسیات کا ایسا کورس جس سے طلباء کو تاریخی تحقیق اور تمدن و متعلقات تمدن کی گہرائیوں میں اترنے کا طریقہ معلوم ہو اور وہ ان علوم سے فی الجملہ روشناس ہو جائیں۔

(۳) شبہ معاشیات کے لیے ایسا کورس جس سے طالب علم انسانی سوسائٹی کی ترکیب (Structure) اور اس کے بنیادی

مسائل کو بحیثیت مجموعی سمجھ لے اور پھر معاشیات، مالیات، بینکنگ اور کاروبار معیشت کے اصول سے واقف ہونے کے علاوہ موجودہ زمانہ کے معاشی نظاموں اور مسکوں سے بھی فی الجملہ روشناس ہو جائے۔

(۴) شعبہ قانون کے لیے اصول قانون، اصول فقہ، تاریخ قانون اور تاریخ فقہ اسلامی پر ایک ایک ابتدائی کتاب اور فقہ مذاہب اربعہ کے مسائل کا ایک مختصر مجموعہ۔

(۵) شعبہ علوم اسلامی کے لیے زبان عربی کا ایک مزید کورس اس عام کورس کے علاوہ جو متوسط تعلیم کے لیے تجویز کیا جائے۔ نیز فقہ اور تاریخ فقہ پر ایک ایک کتاب اور تقابلی ادیان پر ایک کتاب جس میں تاریخ ادیان بھی شامل ہو۔

ان دونوں بالائی منزلوں کو سمجھانے کے لیے آپ کو اپنی تعمیر کی ابتدا جس بنی منزل سے کرنی ہے اس کی تفصیلات آپ حضرات کو خوب غور و خوض کے ساتھ تجویز کرنی چاہئیں تاکہ بنیاد نہایت مضبوط ہو اور طلباء میں علمی و اخلاقی دونوں صفتوں سے وہ ضروری قابلیتیں اور صفات پیدا ہو جائیں جو مہذب انسانوں اور ہماری اس تحریک کے کارکنوں میں بہر حال ناگزیر ہیں۔ اس مرحلہ میں آپ کو اس مرکب کی لحاظ رکھنا ہو گا کہ جو طلبہ آپ کی ابتدائی منزل سے آگے بڑھنے والے نہیں ہیں انھیں بنیادی تعلیم و تربیت سے اس حد تک آراستہ ہو جانا چاہیے کہ جو ہر انسانیت اور جو ہر اسلامیت کے اعتبار سے وہ ناقص نہ رہ جائیں اور تمدن و مہذب زندگی کے فعال عنصر ہونے کے لیے جو قابلیتیں ضروری ہیں وہ ان میں پیدا ہو جائیں۔ اس کام کے لیے جتنی مدت آپ چاہیں تجویز کریں اور اس مدت کو جتنے مراحل پر چاہیں تقسیم کریں مہربان فن ہونے کی حیثیت سے ٹیپ کا اپنا کام ہے۔ میں صرف یہ بتانا چاہتا ہوں کہ ابتدائی تعلیم کی تکمیل پر ہم اپنے طلبہ میں کیا قابلیتیں اور کیا اوصاف دیکھنا چاہتے ہیں۔ آپ اس معیار مطلوب کو سامنے رکھ کر فیصلہ کریں کہ اس معیار کے طلباء تیار کرنے کے لیے آپ کو کتنی مدت اور کیا سروسامان درکار ہے۔

ابتدائی تعلیم کا معیار مطلوب

۱۔ اخلاقی: (۱) شائستگی، پاکیزگی، صفائی، تمیز حسن و قبح اور ذوق سلیم۔

(۲) اخلاقی حسنہ: انفرادی، عائلی اور اجتماعی۔

(۳) انضباط (Discipline): باقاعدہ اور مہذب طریقہ سے سوسائٹی میں رہنے اور کام کرنے کے ڈھنگ،

محاسبہ نفس کی عادت، احساس فرض، احساس ذمہ داری۔

(۴) وسعت قلب، وسعت نظر، وسعت تصور، بلند حوصلگی، خود داری۔

(۵) عزم و ارادے کی پختگی، متانت و بخیدگی (Seriousness)، خلوص نیت، اوریہ ضروری صفت کہ جس معاملہ

سے کبھی کبھی پس اس میں ان کی کبھی منافقانہ طرز کی نہ ہو۔

(۶) جرأت و دلیری، جفاکشی، جستی، ہر طرح کا کام کر لینے کی صلاحیت، زندگی کے ہر پہلو سے کچھ نہ کچھ واقفیت (نہ صرف معلومات کی حد تک بلکہ عملاً بھی)۔

(۷) اسلامی نصب العین کا عشق اور گہرا اسلامی جذبہ جو روح اور قلب میں اُترا ہوا ہو اور جس کا اظہار بچوں کی تمام حرکات و سکنات سے ہو۔

(۸) اسلامی اوزان اور پیمانوں (Islamic standard of values) سے ہر چیز کو ناپنے اور تولنے کی عادت۔

(۹) جماعتی زندگی کے لیے وہ مناسب اوصاف جو قرآن و حدیث میں بیان کیے گئے ہیں۔

(۱۰) ضروری انتظامی صلاحیت۔

(۱۱) تحقیق تجسس اور تفکر و مشاہدہ کی عادت، کھلے کانوں اور کھلی آنکھوں کے ساتھ دنیا میں رہنا، باقاعدگی کے ساتھ سوچنا، استدلال کرنا اور پرکھنا۔

عملی۔ (۱) کشتی، تیراکی، بتھوٹ، تلوار کا استعمال، گھوڑے کی سواری، سائیکل سواری، بندوق کا استعمال۔

(۲) پھاوڑے، کدال، ہتھوڑے، پیچھے آری، بسولے اور برے سے کام لینے پر قادر ہونا۔ ابتدائی طبی امداد و عمل و واقف ہونا۔

(۳) منڈی سے مال خریدنے اور اپنا مال بیچ لانے پر بے جھجک قادر ہونا۔

(۴) دارالاقامہ کے انتظام، کسی بڑے اجتماع کے اہتمام اور کسی بڑی پارٹی کے لیے سفر کے انتظام پر قادر ہونا۔

(۵) دفتری کاموں سے واقفیت، تجارتی مراست کی مشق۔

(۶) تقریر، تحریر، تبلیغ، گفتگو اور نمیشی مذکرہ (Convassing) پر قادر ہونا۔

(۷) کسی حد تک کھانا پکانے، کپڑا کترنے اور سی لینے پر قادر ہونا۔

عملی :- (۱) اردو نوشت و خوانداس پیمانے پر کہ طالب علم صحیح اردو لکھ سکے، ہر طرح کا اردو دست پر پڑھ اور سمجھ سکے اور اپنے خیالات صحرا و تقریر میں ادا کر سکے۔

(۲) ابتدائی عربی قرآن کوئی اچھلہ سمجھ لینے کی حد تک۔

(۳) فارسی، گلستان و بوستان پڑھ سکے کی قابلیت تک۔

(۴) ابتدائی انگریزی اُن علوم کی ابتدائی کتابیں انگریزی میں سمجھ لینے اور ان کا ترجمہ کر لینے کے قابل تھیں معلومات عامہ کے سلسلے میں طالب علم اردو میں پڑھے گا۔

(۵) ضروری ریاضی جو ذہنی تربیت اور ہماری متوسط اور اعلیٰ تعلیم کی ضروریات کے لیے کافی ہو۔

(۶) جغرافیہ، طبی، عالمی، قرآنی اور ہندی۔

(۷) تاریخ اسلام و مسلمین، سیر انبیاء و صحابہ و صلحاء، امت، اور تاریخ ہند کی ضروری معلومات۔

(۸) اسلامی عقائد، اسلامی اخلاق اور اسلامی تہذیب و تمدن کے متعلق واضح تصورات۔ نیز فقہ کی وہ ضروری تفصیلات جو ایک مسلمان کو اپنی مذہبی زندگی کے لیے لازماً معلوم ہونی چاہئیں۔

(۹) صحت عامہ، وظائف، اعصاب (Physiology) طبیعیات، علم الکیمیا، فلکیات، ارضیات، غرض اپنے جسم، اپنی سوسائٹی اور اپنے ماحول کے متعلق ضروری معلومات۔

(۱۰) ڈرائنگ، سکیل ڈرائنگ، ماڈل ڈرائنگ اور فری ہینڈ ڈرائنگ میں صفائی اور دستکاری اور صحت اور حسن ذوق۔

نیز نقشہ بنانے اور نقشہ سمجھنے (Map Reading) کی قابلیت۔

ثانوی اور اعلیٰ تعلیم کا عارضی انتظام

یہ تودہ اور تحفے جو مجھے اصل نظام تعلیم کے متعلق عرض کرنے تھے۔ اب میں ایک اور ضروری چیز کی طرف بھی آپ کی توجہ مبذول کرنا چاہتا ہوں۔ یہ ظاہر بات ہے کہ ہماری تحریک کی حقیقی ضرورتیں محض ابتدائی یا ثانوی تعلیم سے پوری نہیں ہو سکتیں بلکہ وہ صرف اس انتہائی تعلیم ہی سے پوری ہو سکتی ہیں جس کے پانچ شعبوں کی طرف میں ابتدا میں اشارہ کر چکا ہوں۔ اور یہ بھی ظاہر ہے کہ اس انتہائی مرحلے پر پہنچنے میں ہمیں ابھی بہت دیر لگے گی۔ لیکن ہماری تحریک کی موجودہ ضروریات کا تقاضا اتنا شدید ہے کہ ہم اپنی اعلیٰ تعلیم کے لیے اس وقت تک زیادہ انتظار نہیں کر سکتے جب تک ہمارے طلبہ ابتدائی تعلیم سے بتدریج ترقی کرتے ہوئے انتہائی منزل پر پہنچیں گے۔ اس لیے اعلیٰ اور ثانوی تعلیم کا ایک عارضی انتظام بہر حال ہمیں جلدی سے جلدی کرنا چاہیے تاکہ وہ لوگ جو کالوں اور عربی مدرسوں میں تعلیم پا چکے ہیں، انھیں ہم اسلامی نقطہ نظر سے علمی اور اخلاقی دونوں حیثیتوں سے تیار کر سکیں۔ اس کے دو فائدے ہوں گے۔ ایک یہ کہ ہمیں اس وقت جن اعلیٰ درجے کے کارکنوں اور رہنماؤں کی ضرورت ہے وہ تیار ہو سکیں گے۔ دوسرے یہ کہ ہم عارضی انتظام سے جن لوگوں کو ہم تیار کریں گے وہی ہمارے نظام تعلیم کے ثانوی اور اعلیٰ شعبوں میں درس و تدریس اور کتب نصاب کی تیاری کا کام کر سکیں گے۔ آگے چل کر ہم اس عارضی انتظام کو تھوڑے روز بدل کے ساتھ اپنی اعلیٰ تعلیم کے ایک مستقل شعبے میں تبدیل کر دیں گے تاکہ ان لوگوں کو جو ہماری ابتدائی اور ثانوی تعلیم کے مرحلوں سے گزے ہوں بلکہ یہ مراحل دوسری درسا ہوں سے طے کر کے آئیں، ہم اپنی اعلیٰ تعلیم کی کلاسوں میں داخل ہونے کے لیے تیار کر سکیں۔

اس عارضی تعلیم کے لیے نصاب اور مدت تعلیم اور مراحل تعلیمی تجویز کرنا آپ حضرات کا کام ہے، میں صرف وہ معیار پیش کیے دیتا ہوں جو اس تعلیم کی تکمیل کے وقت طلبہ کی قابلیت کا ہونا چاہیے۔

معیار مطلوب

(۱) قرآن اور حدیث میں اتنی محققانہ نظر کہ طالب علم زندگی کے مختلف مسائل میں کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ سے رہنمائی حاصل کرنے کے قابل ہو جائے۔

(۲) فقہ اسلامی سے اتنی واقفیت کہ طالب علم مختلف مذاہب فقہیہ کے اصول استنباط اور ان کے دلائل اور حجوتوں سے واقف ہو جائے۔

(۳) معقولات قدیمہ سے اتنی واقفیت کہ طالب علم قدامت کی کتابوں سے استفادہ کر سکے، اور معقولات جدیدہ سے اتنی واقفیت کہ موجودہ دور کے علمی پس منظر کو اچھی طرح سمجھ سکے۔

(۴) علوم اجتماع سے اتنی واقفیت کہ طالب علم موجودہ دور کے تمدنی مسائل اور تمدنی تحریکوں کو ناقصانہ حیثیت سے اچھی طرح سمجھ سکے۔

(۵) تاریخ عالم پر اجمالی نظر، عہد نبوت اور خلافت راشدہ کی تاریخ اور ہندوستان اور یورپ کی جدید تاریخ سے خصوصی واقفیت

اب میں آپ حضرات سے درخواست کروں گا کہ اپنا کام شروع کریں۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ آپ کے اس کام میں برکت عطا فرمائے اور آپ کی رہنمائی فرمائے۔

اس تقریر کے بعد سوالنامے کے جوابات ارسال کرنے والوں میں سے جو جو اصحاب موجود تھے ان کو ان کے جواب نامے دے دیے گئے تاکہ امیر جماعت کی افتتاحی تقریر کی روشنی میں اگر وہ اپنے جوابات میں کوئی اضافہ، ترمیم یا اصلاح کرنا چاہیں تو کر سکیں۔

اور اگلے روز کے اجلاس کے لیے تقویر مذکور کے نقطہ نظر سے غور و فکر کریں۔ اب نماز عصر کا وقت ہو چکا تھا، اس لیے بعد نماز عصر مجلس ختم ہوا اور سب حضرات علیحدہ علیحدہ یا چھوٹے چھوٹے گروہوں میں بٹ کر اپنے کام میں مصروف ہو گئے۔

اجلاس دوم

دوسرے روز نوبتِ قدیم (قدیم) کانفرنس کا دوسرا اجلاس پھر مسجد دارالاسلام میں شروع ہوا اور دو پہر کا تھوڑا سا وقفہ چھوڑ کر عصر تک جاری رہا۔ سب جوابات جو سوالنامہ کے جواب میں موصول ہوئے تھے، حاضرین میں تقسیم کر دیے گئے تاکہ ہر سوال کے متعلق جوابات کو بہولت بیک وقت پیش کیا جاسکے۔ سوالنامے کے ایک ایک سوال پر بہ ترتیب بحث شروع ہوئی۔ امیر جماعت سوالنامے سے ایک سوال کو پڑھتے تھے پھر اس کے مختلف جوابات جو لوگوں کی جانب سے وصول ہوئے تھے پڑھے جاتے تھے، پھر ان پر پوری تنقید کی سے غور و فکر اور بحث و تمحیص ہوتی اور آخری فیصلے کو تحریر کر دیا جاتا۔ جو امور طے ہوئے وہ درج ذیل ہیں:-

مجلس تعلیمی کی قراردادیں

کل مدتِ تعلیم:- (۱) کل مدتِ تعلیم چودہ سال ہونی چاہیے جسے حسب ذیل مرحلوں میں تقسیم کیا جائے:-

(۱) ابتدائی مرحلہ - ۸ سال - (ب) ثانوی مرحلہ - ۲ سال - (ج) اعلیٰ مرحلہ - ۴ سال -

مرحلہ ابتدائی (۲) بہر دست صرف ابتدائی مرحلے کے لیے ایک درسگاہ قائم کی جائے جس کے انچارج غازی عبدالجبار صاحب ایم اے - بی ائی ہوں۔

(۳) اس درسگاہ کی ابتدائی جماعت میں ۶ سال سے ۸ سال کی عمر تک کے طلباء داخل کیے جائیں۔

نوٹ:- درمیانی جماعتوں میں داخل ہونے والے طلباء کو امتحاناً ایک مقررہ صہ تک (جو زیادہ سے زیادہ تین

ماہ ہو) درجہ خاص (Special class) میں لکھا جائے، ایک ہم عمر طالب علم کو اس کا رفیق

مقرر کیا جائے جو اسے مرکز کی زندگی کے مختلف شعبوں سے متعارف کرائے، اس رفیق کے نگراں اس نووارد

کے نگراں بھی ہوں گے اور وہ کوشش کریں گے کہ نووارد جلدی سے جلدی کسی ایک درجے کے ساتھ تعلیم

حاصل کرنے اور مرکز کی پوری زندگی میں شامل ہونے کے قابل ہو جائے۔

(۴) یہ درسگاہ لازماً اقامتی (Residential) ہوگی۔

(۵) طلباء کی تعلیم اور پرورش کے مصارف ان کے سرپرستوں کو برداشت کرنے ہوں گے۔

(۶) اس درسگاہ میں صرف ان لوگوں کے بچوں کو داخل کیا جائے گا جو نہ صرف جماعت کے نصب العین سے متفق ہوں بلکہ درسگاہ

میں بچوں کو داخل کرتے وقت اس بات کا تقویر بھی اقرار نامہ داخل کریں کہ وہ اپنے بچوں کو کسی نوعیت سے غیر اسلامی نظام

کے کارکن بنانے کے لیے تیار نہیں کر رہے ہیں، بلکہ انھوں نے اپنے بچوں کو اس نصب العین کی خدمت کے لیے دیدیا ہے۔

(۷) ابتدائی منزل میں طلبہ کو کسی خاص پیشہ کے لیے تیار کرنے کا سوال پیدا نہیں ہوتا، البتہ ہم یہ کوشش کریں گے کہ اپنی عملی

اور اخلاقی تربیت سے بچوں کی تمام پیدائشی قابیلیتوں اور استعدادوں کو اس حد تک نشوونما دیں اور انھیں علا اس حد

ایک شاہدہ اور تجربہ کرادیں کہ وہ قاضی سال کی تعلیم و تربیت فارغ ہونے کے بعد اپنے اندر مہارت محسوس کرنے لگیں کہ خدا کی زمین میں ہر طرف ان کے لیے کام کرنے اور اپنی ضروریات حاصل کرنے کے مواقع موجود ہیں اور وہ ان سے فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔ ہمارے پاس اپنی درس گاہ کے فارغ شدہ طلباء کے معاشی مسئلہ کا یہی ایک حل ہے۔

(۸) نصاب اور درسیات کی ترتیب کا کام حسب ذیل پانچ حضرات کی مجلس کے سپرد کیا گیا اور اس مجلس کو اختیار دیا گیا کہ اس کام میں جن جن اصحاب سے چاہے مددے اور چار جینے میں اپنی تجاویز کا خاکہ مرتب کرے :

(۱) غازی عبدالحیہ صاحب (۲) مولانا امین احسن صاحب اصلاحی (۳) قاضی حمید اللہ صاحب (سیرالکوٹ)

(۴) نسیم صدیقی صاحب (۵) خواجہ محمد صدیق صاحب (دہلی)

غازی عبدالحیہ صاحب اس مجلس کے داعی ہوں گے۔

نوٹ ۱۔ جو جوابات ہمارے سوالنامے کے جواب میں موصول ہوئے ہیں، نیز جو

مواد درسیات کے مسئلے میں یا ہے وہ سب اس مجلس کے حوالے کر دیا گیا۔

(۹) درس گاہ کے انتظامی امور اساتذہ کے انتخاب، اساتذہ کی تیاری، دارالافتاء اور درس گاہ کے نظم و نسق، تعمیرات اور دیگر انتظامی کاموں کا نقشہ مرتب کرنے کے لیے حسب ذیل حضرات کی مجلس مقرر کی گئی :-

(۱) سید ابوالاعلیٰ صاحب مودودی (۲) مولانا امین احسن صاحب اصلاحی (۳) غازی عبدالحیہ صاحب (۴) چودھری محمد صاحب (سیرالکوٹ)

غازی عبدالحیہ صاحب اس مجلس کے بھی داعی ہوں گے۔

ثانوی و عالی تعلیم کا حتمی انتظام (۱۰) اس تعلیم کے لیے ایک الگ درس گاہ قائم کی جائے جس کے انچارج مولانا امین احسن صاحب اصلاحی ہوں گے۔ (۱۱) اس کی مدت تعلیم چھ سال رکھی جائے۔ دو سال مرحلہ ثانوی کے لیے اور چار سال مرحلہ تکمیل کے لیے۔

نوٹ ۲۔ عربی مدارس کے فارغ التحصیل طلباء اور یونیورسٹیوں کے گریجویٹوں کے لیے

ایسی آسانیاں فراہم کر دی جائیں کہ وہ اس سطح میں مرحلہ تکمیل طے کر سکیں۔

(۱۲) مرحلہ ثانوی کی ابتدائی سطریں میں داخل ہونے کے لیے ایسے لوگ امیدوار ہو سکتے ہیں جو کم از کم میٹرک ریٹ ہوں یا کسی عربی مدرسہ کے متوسط درجہ کے میاں تک تعلیم پانچے ہوں۔

(۱۳) درس گاہ میں امیدواروں کا داخلہ ملاقات (Interview) کے بعد ہوگا۔

(۱۴) صرف ایسے امیدواروں کو درس گاہ میں داخل کیا جائے گا جو جامعیت اسلامی کے نصب العین سے متفق ہوں۔

(۱۵) طلبہ کو اپنے مصارف کا خود کفیل ہونا ہوگا۔

(۱۶) اس درس گاہ کے نصاب و درسیات اور جملہ انتظامی امور کی تفصیلات مرتب کرنے کے لیے حسب ذیل اصحاب کی ایک مجلس مقرر کی گئی :-

مولانا امین احسن صاحب اصلاحی (۲) مولانا اختر احسن صاحب اصلاحی (۳) مولانا مسعود عالم صاحب ندوی (۴) مولانا

ابوالیث شیر محمد صاحب اصلاحی۔